انسان کامل

عماد العلماء علامہ ڈاکٹر سید علی محمد نقوی مدظلہ

انبیائے کرام بے نقص نمونے :- دین اسلام ایک ایسی عمارت ہے جس کی بنیاد توحید پر ہے اور رسالت اس عمارت کا داخلی دروازہ ہے جس سے گذرے بغیر اس عمارت میں داخل ہونا ممکن نہیں۔ اگرچہ خدا اور اسکی وحدانیت پر اعتقاد ہمارے دینی نظام کا محور ہے تاہم اس اعتقاد کا حصول صدق کلام اور حضرت محمد صلعم کی تعلیمات کے اعتقاد کے بغیر ناممکن ہے۔ دوسرے خود ساختہ مذاہب میں دین کے لانے یا بنانے والے خود ہی مرکز پرستش ہوتے ہیں لیکن اسی کے مقابل اسلام میں مرکز پرستش صرف ذات باری تعالی ہے اور اس لحاظ سے اہل مغرب کا یہ خیال غلط ثابت ہوتا ہے کہ اسلام محمد ازم یعنی محمدیت ہے۔ درحقیقت یہ اللہ ازم یعنی خدائیت ہے مگر حضرت محمد صلعم کی نبوت و رسالت پر ایمان و اعتقاد رکھنے کے بعد ہی ایک مسلمان کی رسائی ذات باری تک ہوتی ہے۔

اسلامی نظریہ کے مطابق انسان افضل المخلوقات اور بانی فطرت کا شاہکار ہے مگر پیغمبر اس شاہکار کا ایک مکمل ترین نمونہ ہے۔ انسان کی تخلیق میں تمام ممکنات و موجودات شامل ہیں۔ جس طرح ایک شاہکار کسی فنکار کے فن کا بہترین نمونہ ہوتا ہے اسی طرح پیغمبر انسانوں کے درمیان قدرت کے فن تخلیق کا افضل ترین نمونہ ہے۔ یہ وہ ہستی ہے جس کی خاطر تمام عالم کا وجود ہے اور غالبا حدیث قدسی کا ایک مقصد یہ بھی ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے ''**لولاک لما خلقت الافلاک**'' یعنی اے محمد (صلعم) اگر آپ نہ ہوتے تو یہ زمین و آسمان بھی نہ خلق کئے جاتے۔ لہٰذا ظاہر ہوتا ہے کہ کل مخلوق کے وجود کا سبب ذات محمدی ہے۔ بقول اقبالؔ ؎

خامہ او نقش صد امروز بست
تا بیارد صبح فردائے بدست
شعلہ ہائے او صد ابراہیم سوخت
تا چراغ یک محمدؐ برفروخت

حضرت محمدؐ بن عبداللہ کی شخصیت محض ایک تاریخی شخصیت نہیں ہے بلکہ ایک پائندہ حقیقت بھی ہے جس کا دنیائے تخلیق میں وجود ہے جو زمان و مکان میں تجلی ریز ہونے کے ساتھ ہی عرفان و بلندی کا حامل بھی ہے۔

حضرت محمد صلعم سے محبت اور نبوت پر یقین، یہ دو ایسے قوی ترین اسباب ہیں جو تمام عالم کے مسلمانوں کو متفق اور متحد کرتے ہیں۔ یہ اسباب ساری دنیا کے مسلمانوں کو سمیٹ کر ایک وحدت میں سمو دیتے ہیں۔ حضرت محمد صلعم سے وابستگی اور محبت کی وجہ سے ایشیا سے درون افریقہ تک کے مسلمان آپس میں حیرتناک اتحاد اور مماثلت رکھتے ہیں۔ اقبالؔ کے اشعار ہیں ؎

از نبوت در جہاں تکوین ما
از نبوت دین ما آئین ما
از نبوت صد ہزار ما یک است
جزو ما ہم یک جزو لا ینفک است

آں کہ شان اوست یھدی من یرید
از رسالت حلقہ گرد ما کشید
ما زحکم نسبت او ملت ایم
اہل عالم را پیام رحمتیم
از رسالت ہمنوا گشتیم ما
ہم نفس ہم مدعا گشتیم ما

یہاں تک کہ غیر بھی اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ایک مغربی مصنف لکھتا ہے''مسلمانوں کو حضرت محمد صلعم سے جو وابستگی ہے ہم ساکنان مغرب اس سے ناواقف ہیں اور تمام عالم اسلام کو ان کی ذات سے جو اعتقادی لگاؤ ہے ہم اس کا اندازہ کرنے سے قاصر ہیں۔ہم لوگ پیغمبرؐ اسلام کو ایک تاریخی شخصیت سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے جبکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے نزدیک ان کی حیثیت اس سے ماورا کچھ اور بھی ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ دانستہ یا نا دانستہ ہم مسلمانوں کی دل شکنی کے اسباب فراہم کرتے رہے ہیں۔ میں یورپ سے انڈونیشیا تک ہر جگہ گیا ہوں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے ہر جگہ امت اسلامیہ کی رگوں میں عشق محمدی کو یکساں روانی کے ساتھ جاری وساری دیکھا ہے۔اور تمام عالم کے مسلمانوں کے درمیان جو اخوت و اتحاد ہے ان کے اسباب میں ایک بہترین سبب سب کے دلوں میں عشق محمدی کی یکسانیت ہے جو طرح طرح سے ظاہر ہوتی ہے۔شمالی افریقہ میں پیغمبر اسلامؐ کی شان میں عارفانہ اور عاشقانہ شعر گوئی ہوتی ہے جس سے ان کی رفعت وواقعیت کا اظہار ہوتا ہے اور برصغیر ہند میں پیغمبرؐ کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے مناتے ہیں،قوالیاں ہوتی ہیں،اس رسم کو وہ میلاد کہتے ہیں۔اسلام کی شان امتیاز میں ایک یہ بھی ہے کہ مسلمان اپنے پیغمبر سے والہانہ عشق اور عقیدت رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود اس والہیت میں بھی دوسرے ادیان و مذاہب کی طرح انسان اور خدا کے مابین امتیازی سرحدیں کم نہیں ہوتیں۔''

خود پیغمبر اسلامؐ باوجود ان تمام خصوصیات کے جن کے وہ حامل تھے مثلاً گناہ و اشتباہ سے محفوظ ہونا، بے نظیر رہنمائی، لاجواب قوت تشکیل و تعمیر، شرک و اوہام اور جور و استبداد سے بے مثال نبرد آزمائی وغیرہ مسلمانوں کے نزدیک ایک ایسے انسان تھے جو تمام انسانوں سے بلند درجۂ رسالت پر فائز تھے۔مسلمان ہر روز متعدد بار اس یقین کی تکرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں **اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ** (میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلعم) صرف خدا کے بندے اور پیامبر ہیں۔اور بس)اور یہ نکتہ تاریخ ادیان میں بے نظیر اور بے مثال حیثیت کا حامل ہے۔

اسلام نے اس بات پر زور دیا ہے کہ حضرت محمد صلعم کی شخصیت خدا کی منتخب کردہ شخصیت ہے اور ان کی اہمیت یہ ہے کہ محض ان کی خاطر خدا نے زمان و مکان کو خلق فرمایا،لیکن اس کے باوجود بھی وہ 'انسان' تھے انسانوں کی طرح ضرورتیں انہیں بھی تھیں ان کے ذریعہ جن باتوں کا مکلف انسانوں کو بنایا گیا تھا انہیں باتوں کے مکلف خود وہ بھی تھے بلکہ ان کے فرائض دوسروں سے زیادہ تھے۔

رسولؐ خدا پر تہجد و نافلۂ شب واجب تھیں

دیگر مذاہب میں رہبروں نے جس محنت اور ریاضت کو عام لوگوں کے لئے تجویز کیا ہے خود کو اس سے مستثنیٰ اور بالاتر رکھا ہے، اس کے برعکس پیغمبر اسلامؐ نے خود کو کسی محنت و ریاضت سے کبھی مستثنیٰ قرار نہیں دیا بلکہ دوسروں سے زیادہ خوف خدا ان کے دل میں تھا۔وہ دوسروں کے مقابلے میں زیادہ عبادت کرتے تھے،زیادہ نمازیں

پڑھتے تھے، زیادہ روزے رکھتے تھے، جہاد کرتے تھے، خلق خدا پر احسان کرتے تھے اور اپنی اور دوسروں کی زندگی کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ زندگی گذارنے کے لئے کسی کا بوجھ نہیں بنے یہ ایک ایسا نکتہ ہے جس کی اہمیت وعظمت دوسرے ادیان جیسے بدھ مت اور مسیحیت کا اسلام سے تقابلی مطالعہ کرنے کے بعد معلوم ہوسکتی ہے۔

اپنے پیغمبرؐ سے والہانہ محبت کے باوجود مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ (حضرت محمد صلعم) خاتم المرسلین، افضل الانبیاء تھے، محبوب ربانی تھے، مصلحت تخلیق زمان ومکان تھے ساتھ ہی ان کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ مسئلہ وحی اور لوازم وحی (جیسے عصمت ومعجزہ وغیرہ) کی وجہ سے تمام انسانوں پر فوقیت رکھتے تھے۔ وحی انہیں بشریت سے خارج نہیں کرتی بلکہ انسانیت کا ایک اعلیٰ وارفع نمونہ بنا کر پیش کرتی ہے اور انہی وجوہ ودلائل کی بنا پر وہ دوسروں کے رہبر ورہنما ہیں۔

دوسرا عظیم فرق پیغمبر اسلامؐ اور دوسرے تمام پیشوایان دین میں نبرد آزمائی، جہاد اور تعمیر وتشکیل ہے۔ اکثر ادیان ومذاہب میں پیامبر یا پیشوایان دین کے متعلق صرف معنوی اور روحانی تصور تھا۔ ان ادیان ومذاہب میں عبادت وریاضت کا صحیح طریقہ رہبانیت تھا، گوشہ نشینی کو خدا تک پہنچنے کا بہترین ذریعہ سمجھا جاتا تھا، دین کا دنیا سے کوئی تعلق نہ تھا۔ تمام پیشوایان دین کے طرز عمل کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ اجتماع اور سیاست کو ان سے کوئی ربط نہ تھا۔ لیکن اسلام میں نبوت کا مقصد خدا کی معرفت اور اس کا تقرب اور اسی کے ذریعہ ظلم وجہالت وغیرہ کے خلاف نبرد آزمائی ہے۔

ان ہی تمام وجوہ کی بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ دیگر مذاہب کے لانے اور بنانے والوں کے برعکس محض ایک پیغام پہنچا دینے والے نہ تھے بلکہ پیام الٰہی کے نفاذ کے لئے اور شرک واوہام اور ظلم وجہالت کی بیخ کنی کے لئے نبرد آزما بھی تھے اور مجاہدین کی رہبری بھی فرماتے تھے چنانچہ انہوں نے ظلم وستم، جہالت واوہام اور کفر وشرک سے لوگوں کو نجات دلائی، فرسودہ معاشرے کی اصلاح کی، ایک نئے تمدن کی بنیاد رکھی اور ایک ایسی امت بنائی جس نے قیصر وکسریٰ کے محلات کو لرزہ براندام اور بڑے بڑے فرمانرواؤں کے تخت وتاج کو سرنگوں کردیا۔

پیغمبر کے متعلق یہ تصور جو اسلام نے پیش کیا ہے اور جس کا اظہار حضرت محمد (صلعم) کی عملی زندگی سے ہوتا ہے۔ دیگر تمام ادیان میں پیشوایان دین کے عملی مظاہرے سے بالاتر ہے۔

دیگر مذاہب میں عبادت وریاضت کے لئے معاشرے اور دنیا سے جنگلوں اور پہاڑوں کا رخ کیا جاتا تھا یا پھر عبادت گاہوں میں ہی جملہ نشینی اختیار کی جاتی تھی اس کے برخلاف اسلام میں جیسا کہ علامہ اقبال بھی کہتے ہیں: ''پیامبر روحانی گہرائیوں سے عرفان لے کر واپس لوٹتا ہے اور نظام جہاں میں داخل ہوتا ہے تاکہ حالات کے بے ضابطہ بہاؤ کو ایک ضابطے کے تحت لا کر مطلوبہ اصلاح مکمل کے ذریعہ ایک جہان نو تخلیق کرے۔''

اس طرح بقول استاد شہید مطہری ''اسلام میں پیغمبر روحانی راستوں سے خلق کی طرف سے خالق کی طرف رجعت کرتا ہے یعنی سیر من الخلق الی الخالق لیکن اس کا صریحی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب وہ انہی راستوں سے خلق کی طرف واپس آتا ہے تو اپنے ساتھ ایک ارادہ لے کر لوٹتا ہے، حیات انسانی کی اصلاح کا ارادہ اور اسے ایک مجموعۂ کارمنداں بخشنے کا ارادہ اور اس طرح سیر علی الخلق فی الخلق پر اس کا اختتام ہوتا ہے۔''

اسلام کی یہی دو باتیں یعنی پیغمبر کا انسان ہونا اور اجتماعی و

بقیہ صفحہ ۴۸ پر

موقع پر موجود نہیں رہتے تھے۔ امامؑ کا سلسلۂ فیض برابر جاری تھا یقینا بہت سے مسائل حضرت ان کی غیبت میں بیان فرماتے تھے ان مسائل کی معرفت کا ذریعہ ان رواۃ کے لیے جو اس وقت موجود نہ تھے ان رواۃ کا بیان ہی ہوسکتا تھا جو اتفاق سے اس موقع پر حاضر تھے پھر یہ ظاہر ہے کہ نقل الفاظ ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے اس کے لیے بڑے حافظہ کی ضرورت ہے۔ حقیقتاً نقل بالمعنی ہی ہے جس کے ذریعے سے روایات منتشر ہوتے ہیں۔ یہ نقل بالمعنی ظاہر ہے کہ خود راوی کے فہم واستنباط پر مبنی ہے اور جو کچھ وہ سمجھتا ہے اسی کو دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ وہ دوسرے بزرگ جو اس روایت کو سن کر عمل کرتے ہیں وہ اس کے فہم و استنباط پر اعتماد ہی تو کرتے ہیں۔ یہ تقلید نہیں تو اور کیا ہے!!

بقیہ انسان کامل.........................

سیاسی زندگی میں پیغمبر کی عملی شمولیت، آئندہ نسلوں اور پیروان اسلام کے لئے پیغمبر کی ذات کو ایک نمونہ بنا کر پیش کرتی ہیں۔ دراں حالیکہ دوسرے مذاہب میں ایک مذہبی پیشوا کو خدائی عنصر قرار دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کی ذات اس مذہب کے پیروؤں کے لئے نمونہ نہیں بن سکتی اس کے برعکس پیغمبر اسلامؐ کی ذات تمام انقلابی مسلمانوں کے واسطے قیامت تک کے لئے ایک نمونہ ہے۔ دنیا کے کسی حصہ اور کسی زمانہ کے اسلامی انقلاب میں کوئی ایسا مرحلہ نہیں ہے جس کے لئے پیغمبر اسلامؐ کی زندگی نمونہ نہ ہو۔ انہوں نے ہر دور اور ہر زمانے میں اسلامی انقلاب کے لئے ایسا نمونہ پیش کیا ہے جو آئندہ ہر دور اور ہر زمانے میں قابل تقلید ہے۔

قرآن

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم نیک لوگوں کی زندگی، شہیدوں کی موت، قیامت کے ہول وحسرت سے نجات، عرصۂ محشر کی دھوپ سے پناہ اور لغزش وگمراہی میں ہدایت چاہتے ہو تو قرآن کا پڑھنا سیکھو کیونکہ یہ رحمٰن کا کلام ہے جو شیطان سے بچنے کے لیئے سپر ہے اور میزان عمل کی گرانی کا باعث ہے۔

امام صادقؑ نے فرمایا: جس نے قرآن پڑھا یا پڑھایا اور اس پر عمل کیا میں اسے جنت میں پہنچانے کا ضامن ہوں۔

تجارت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں پر بعض وقت ایسا آجاتا ہے کہ اپنے پروردگار کی شکایت کرتے ہیں اور مثلاً کہتے ہیں: خدا کی قسم میں نے فلاں دن سے اب تک کوئی منافع نہیں کمایا اور پورا وقت اپنے سرمائے سے کھاتا رہا ہوں۔ انہیں کیا ہو جاتا ہے؟ کیا انہیں سرمایہ خدا نے نہیں دیا؟''

امام صادقؑ نے فرمایا: تین گروہ ایسے ہیں جو بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوں گے۔ ۱۔ عادل رہنما ۲۔ سچا تاجر ۳۔ اور وہ بوڑھا آدمی جس نے اپنی عمر خدا کی اطاعت میں انجام کو پہنچائی ہو۔